مردانہ اَنا کو ٹھیس پہنچ رہی تھی کہ بیوی پڑھ لکھ جائے گی اور وہ جاہل رہے گا۔ میرے دل میں اس سے غیر معمولی ہمدردی پیدا ہو گئی تھی۔ میں نے کہا "شنکر! تم پڑھنے کو تیار ہو تو میں تمہیں پڑھاؤں گا۔"

شنکر تیار ہو گیا۔ کہنے لگا "آپ جیلر صاحب سے بول کر مجھے گناہ خانے میں رہنے دیں تو یہ پڑھائی ہو جائے گی۔" جیلر سے میری اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی اور اس کی وجہ خاصی دل چسپ تھی۔ ایک تو وہ کبھی کبھی غالب کے اشعار سننے اور سمجھنے کے لیے میرے پاس آیا کرتے تھے۔ پھر اتفاق سے اُس زمانے میں وہاں ایک مسلمان ای۔ اے۔ سی (اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر) آئے۔ مسٹر خان آئی۔ سی۔ ایس بڑے اچھے انسان تھے۔ ایک روز وہ اپنی تین لڑکیوں کو جیل دکھانے لائے۔ یہ لڑکیاں جتنی خوش شکل تھیں، اتنی ہی خوش اخلاق بھی تھیں —— انھیں اپنے باپ کے بڑے منصب کا احساس نہ تھا —— یہ لوگ جیل دیکھتے دیکھتے میرے سیل میں آئے۔ میں نے ان کا استقبال کیا۔ خاں صاحب نے جیلر سے پوچھا کہ "انھیں سیل میں کیوں رکھا گیا یہ گریجویٹ بھی ہیں اور صوبائی سطح کے لیڈر بھی"۔ جیلر کچھ گھبرا گیا لیکن میں نے پوری بات سمجھا دی اور انھیں اطمینان ہو گیا۔ میں نے کہا "میں یہاں آپ کی کیا خاطر کر سکتا ہوں سوائے اس کے کہ میں اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے پلاؤں"۔ خاں صاحب بہرحال آئی۔ سی۔ ایس تھے ان کو یہ تجویز کچھ اچھی نہ لگی لیکن لڑکیوں نے چائے پینے میں دل چسپی کا اظہار کیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ ان کی دل چسپی کی وجہ یہ تھی کہ میرے خط سنسر ہونے کے لئے ان کے پاس جایا کرتے تھے کیوں کہ اس علاقے میں کوئی اور اردو جاننے والا نہ تھا۔ لہٰذا میرے تمام خطوط یہ لڑکیاں پڑھا کرتی تھیں اور بہت لطف لیا کرتی تھیں۔ وہ بہت سے اشعار لکھ کر لائی تھیں جن کا مطلب ان کی سمجھ میں نہ آیا تھا جو میرے خطوط میں انھوں نے پڑھا۔ مجھے اب پتہ لگا کہ میرے تمام خط بغیر کٹے کس طرح چلے جاتے تھے۔ انھوں نے کبھی میرے کسی خط کو نہیں روکا مجھے یہ سنکر بڑی خوشی ہوئی کہ وہ یہاں خاص طور پر مجھ سے ملنے آئی تھیں۔ ایک لڑکی نے مجھے ٹافی دی۔ اس میں خلوص اور دردمندی کی نظر تھی۔ اس کا ذائقہ میں آج تک نہ بھول سکا۔ اور چلتے وقت بولی "مجھے یقین ہے کہ آپ جلد چھوٹ جائیں گے لیکن جب یہاں سے نکلیں تو ہم لوگوں سے ملنے ضرور آئیے گا۔" مجھے ایسا لگا کہ میں نے یہ دعوت